والٹ وٹمین، گھاس کی پتیاں اور قیوم نظر

Walt Whitman, Leaves of Gross & Qayyoom Nazar

ڈاکٹر ایوب ندیم

پروفیسر، شعبہ اُردو

گورنمنٹ کالج آف سائنس، وحدت روڈ، لاہور

Abstract:

Qayyum Nazar is a renowned poet of Modern Urdu Poetry, but he has a multi-dimensional creative personality. One of his dimensions is the Poetic translation from Western Litrature. His some translations of verses are more significant. "Leaves of Grass" (Slected Poems) by Walt Whitman is one of these.He was a leading American poet. Qayyum Nazar endeavoured to create balance between literal and creative translation. How far he has been successful in his efforts needs to be studied and analysed. This is the main subject of this research paper.

Keywords:

Renowned, Modern, Urdu Poetry, Multi-dimensional, Creative, Significant, Literal, Opera, Verses.

ترجمہ نگاری ایک ایسا فن ہے، جو نہ صرف دو زبانوں کے ارتباط کا باعث بنتا ہے، بل کہ تخلیقی سرگرمیوں کو بھی مہمیز کرتا ہے۔اسی بنا پر ایذرا پاؤنڈ(Ezra Pound)(۱) کہتا ہے کہ جو دور تخلیقی ادب کے لحاظ سے عظیم ہوتا ہے، وہ ترجموں کے لحاظ سے بھی عظیم ہوتا ہے۔قیوم نظر کی ترجمہ نگاری کا دور ساٹھ کی دہائی میں نمایاں نظر آتا ہے، جب "مطبوعاتِ فرینکلن" کے مالی تعاون سے مقامی ناشرین نے ترجمہ نگاری کی حوصلہ افزائی کی اور اس ضمن میں معروف نثر نگاروں اور شاعروں کی خدمات حاصل کیں۔قیوم نظر بھی کچھ اِسی باعث تراجم کی طرف مائل ہوئے۔ نظر(2)خود کہتے ہیں:

> "(ترجمہ نگاری) پسند کی بات بھی ہے،لیکن اس میں اقتصادی مسئلہ زیادہ ہے۔ جتنی رائلٹی مجھے "گھاس کی پتیاں" کی ملی ہے کسی اور کتاب کی نہیں ملی۔"

اس سے پہلے قیوم نظر ایک اطالوی مصنف پال وردی Paul Verdi کے " اوپیرا (Opera) آئیدا (Iada) " کا منظوم ترجمہ کر چکے تھے، جو پہلی بار حلقہ اربابِ ذوق کے کتابی سلسلے " نئی تحریریں " میں شائع ہوا اور پھر کتابی

https://doi.org/ 10.58932/MULC0017

صورت میں، لیکن قیوم نظر نے جن مغربی شاعروں کے تراجم کیے، اُن میں ٹی ایس ایلیٹ(T.S Eliot) ، ایذرا پاؤنڈ (Ezra Pound) اور والٹ وٹمین(Walt Whitman) کی نظمیں بھی شامل ہیں۔ والٹ وٹمین (Walt Whitman)کی منتخب نظموں کے مجموعہ "Leaves of Grass " کا منظوم ترجمہ اس لحاظ سے بطور خاص اہم ہے کہ یہ اُنیسویں صدی کے ایک رجحان ساز امریکی شاعر کی منتخب نظموں پر مشتمل ہے۔

قیوم نظر نے والٹ وٹمن کی صورت میں ایک مشکل شاعر کا انتخاب کیا۔والٹ وٹمن کا شمار امریکہ کے صفِ اول کے شاعروں میں ہوتا ہے۔ وہ ۳۱ مئی 1819ء کو نیو یارک میں پیدا ہوا اور 26 مارچ 1898ء کو نیو جرسی میں انتقال کر گیا۔ لیکن اپنی تہتر سالہ زندگی کے تخلیقی سفر میں اس نے بہت کچھ لکھا۔ اس نے تخلیق و تصنیف میں نظم نگاری کے پہلو بہ پہلو مضمون نویسی اور صحافت کو بھی اپنے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ اس کی تصانیف کی تعداد سو سے زاید ہے، لیکن ان تصانیف میں سب سے اہم اس کی شعری تصانیف ہی ہیں۔ وٹمین کا تخلیقی دور وہ ہے، جب ماورائیت سے حقیقت پسندی جنم لے رہی تھی۔ماورائیت دراصل مثالیت پسندی کی ایک سماجی تحریک تھی، جس کی بنیادیں فلسفیانہ افکار پر استوار کی گئی تھیں۔ اس تحریک کا آغاز 1863ء کے قریب انگلستان سے ہوا۔ لیکن اس کے اثرات پورے مغرب پر مرتسم ہوئے۔ وٹمین نے جہاں ماورائیت اور حقیقت پسندی کے سنگم سے اثرات قبول کیے، وہاں اپنی منفرد اور پُر تاثیر نظموں سے اپنے عہد کے امریکی شاعروں کو ہی نہیں، امریکی عوام کو بھی متاثر کیا۔ آزاد نظم (Free Verse) کے آغاز اور ترویج کے حوالے سے بھی اس کی خدمات اہم ہیں۔اسے آج بھی امریکی ادب میں "Father of Free Verse" کہا جاتا ہے۔

وٹمین جہاں اپنی قوم کی مادی ترقی پر نازاں تھا، وہاں انگریزی زبان کے استعمال میں بھی بڑی حد تک آزاد تھا۔ وہ نہ صرف انوکھی اور نرالی تراکیب استعمال کرتا، بل کہ نئے الفاظ تشکیل دینے یا مروجہ الفاظ کو نئے معانی دینے میں بھی اُسے مہارت حاصل ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ اُس کے موضوعات میں بہت تنوع ہے۔ اُس کی نظموں میں منظر، جذبے اور کردار بدلتے چلے جاتے ہیں، جس سے اسلوب میں بھی تبدیلی آتی ہے۔ قیوم نظر نے بھی اس تبدیلی کو مدِّنظر رکھا ہے۔ اُن کے تراجم میں بھی مختلف اسلوب دکھائی دیتے ہیں۔ پھر وٹمین کے موضوعات بھی ایسے ہیں، جو ہماری شاعری کے موضوع بھی ہیں، جیسے: انسان دوستی، سچائی، تہذیبی روایات سے وابستگی، دردمندی، خلوص، سماجی رسوم و قیود سے بے زاری، مظاہرِ فطرت سے محبت، عظمت انسان پر ایمان، آزادی کی خواہش اور حب الوطنی وغیرہ۔ قیوم نظر کی شاعری میں بھی ان میں سے اکثر موضوعات نمایاں ہیں، خاص طور پر مظاہرِ فطرت سے

لگاو، آزادی کی تڑپ، انسان دوستی، درد مندی اور حب الوطنی۔ یہ موضوعات قیوم نظر کی غزلوں اور گیتوں میں بالعموم، جب کہ نظموں میں بالخصوص اُبھر کر سامنے آتے ہیں۔ دونوں شاعروں کے مابین ایک مشترک وجہ جدید نظم بھی ہے۔ دونوں شاعر نئی نئی شعری ہیئتوں میں دلچسپی رکھتے تھے۔ وٹمین نے انگریزی زبان میں آزاد نظم کے فروغ کے لیے اپنا کردار ادا کیا تو قیوم نظر جدید نظم کی تشکیل و تعمیر میں پیش پیش رہے۔ حلقۂ اربابِ ذوق کے پلیٹ فارم پر وہ میراجی اور ن م راشد کے ہم رکاب دکھائی دیتے ہیں۔ حلقہ کے بنیادی نظم نگاروں کے حوالے سے اگرچہ یوسف ظفر اور مختار صدیقی کے نام بھی اہمیت رکھتے ہیں لیکن قیوم نظر کا نام ان میں اولیت کا حامل ہے۔ غالب امکان ہے کہ موضوعات اور شعری ہیئتوں میں اِسی اشتراک نے قیوم نظر کو وٹمن کی نظموں کے تراجم کی طرف راغب کیا ہوگا، مگر دیکھنا یہ ہے کہ ترجمہ نگاری کی ادبی روایت میں قیوم نظر کے تراجم کی کیا اہمیت ہے؟ یہ درست ہے کہ ترجمہ نگاری ایک دقیق فن ہے۔ سید(3) عربی میں بیان کی گئی تعریف کی رُو سے ترجمہ کو 'نقل کلام' قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"نقل کلام کا تقاضا ہے کہ جس زبان میں نقل ہو، اس میں تقریباً ویسا ہی اثر پیدا ہو، جیسا اصل زبان میں ہوا تھا۔"

انصاری(4) اس 'کارگہِ شیشہ گری' کے نازک اور محتاط کام کی وضاحت اِن الفاظ میں کرتے ہیں:

"ترجمے میں اصل کا پورا خیال اور مفہوم، اسی لوچ یا نرمی، اسی سختی یا درشتی، اِسی جاذبیت یا دل کشی اور اُسی بے کیفی یا بے رنگی کے ساتھ اسی احتیاط کے ساتھ آئے اور ویسا ہی معیار زبان اور بیان کا بھی ہو۔"

گویا ترجمہ ترجمہ بھی رہے اور اس میں تخلیقی حُسن بھی ہو۔ یقیناً یہ ایک دشوار عمل ہے۔ ایک طرح سے یہ ایک نگینہ سازی اور پھر نگینہ جڑنے کا فن ہے، جو بڑی مہارت اور ریاضت کا متقاضی ہوتا ہے۔ قیوم نظر کی ترجمہ نگاری کا ایک محرک یقیناً معاشی تھا، لیکن اس کے ساتھ اُن کی پسند بھی شامل تھی، چناں چہ جب انھوں نے والٹ وٹمین کی نظموں کے تراجم کا فیصلہ کیا تو عجلت میں اِن سے دامن چھڑانے کی کوشش نہیں کی، بل کہ انھیں اپنے تخلیقی عمل کا حصہ بنالیا۔ اُن کے پیش نظر ترجمہ کے وہ تینوں مقاصد تھے، جنھیں حسن(5) نے معلوماتی، تہذیبی اور جمالیاتی کا نام دیا ہے۔ اِن مقاصد کے حصول کے لیے اُن کے سامنے سب سے اہم سوال یہ تھا کہ وہ اِن نظموں کا ترجمہ نثر میں کریں یا نظم میں۔ کامران(6) شاعری کے نثری ترجمے کو بہتر سمجھتے ہیں۔ لیکن حقی(7) کا مؤقف ہے:

" نظم کا اچھا ترجمہ نظم ہی میں ممکن ہے، نثر میں صرف مفہوم ادا ہو سکتا ہے۔ نظم کو نثر بنا دینے سے اس کی نوعیت ہی بدل جاتی ہے اور تاثیر کم ہو جاتی ہے، جس سے وہ اپنی ادبی قدر و قیمت کھو بیٹھتی ہے۔"

یہ سوالات قیوم نظر کو بھی درپیش تھے۔ اگر شاعری کا ترجمہ نثر میں کیا جائے تو اس کے سپاٹ ہو جانے کا خطرہ موجود رہتا ہے اور اگر شاعری کو شاعری میں ہی ترجمہ کیا جائے تو اس بات کا غالب امکان ہوتا ہے کہ کہیں ترجمہ ایک ایسی شعوری کاوش نہ بن جائے، جو کسی مشینی عمل کا نتیجہ معلوم ہو اور یوں اصل متن اور ترجمے میں تفاوت پیدا ہو جائے۔ قیوم نظر کے لیے یہ فیصلہ کرنا آسان نہ تھا کہ وہ والٹ وٹمین کی نظموں کو نثر میں ترجمہ کریں یا شاعری میں؟ بالآخر انھوں نے نظم کا ترجمہ نظم میں کرنے کو ترجیح دی، جس کا ایک سبب تو یہ تھا کہ وہ بنیادی طور پر شاعر تھے اور شعر کے ذریعے بات کہنے میں زیادہ لطف محسوس کرتے تھے اور دوسرا سبب اُن کا یہ نقطۂ نظر ہو سکتا ہے کہ نظم کا ترجمہ نثر میں کرنے سے سے اُس کی افادیت تو برقرار رہ سکتی ہے، ادبیت نہیں۔

نظم کا ترجمہ نظم میں کرنے کے فیصلے کے بعد دوسرا اہم سوال اُن کے پیش نظر یہ تھا کہ ترجمہ لفظی ہو یا آزاد، تھیوڈر ساوری (۸) نے اس طرح کے ترجمہ کی حمایت پر زور دیا ہے، جو امکانی حد تک لفظی کہلائے، کیوں کہ اُن کے نزدیک اصل کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وفاداری مترجم کا فرض ہے۔ لیکن اردو میں ترجمہ نگاری کی جو روایت قیوم نظر تک پہنچی اور پھر اُن کے اپنے دور میں پروان چڑھ رہی تھی، وہ کہیں محض لفظی ترجمہ اور کہیں محض ترجمانی کی تھی۔ بعض ترجمہ نگاروں نے ہر جملے اور ترکیب کا ترجمہ ضروری سمجھا، لیکن بعض نے لفظوں، ترکیبوں اور جملوں کی ساخت کو بالائے طاق رکھ کر صرف اُس کے مفہوم یا مافی الضمیر کو اپنے داخلی احساس کے ساتھ پیش کیا۔ اردو میں یہ روایت نسبتاً زیادہ مقبول رہی ہے، جو حالی اور اُن کے معاصرین سے لے کر نظم طباطبائی، عظمت اللہ خاں، نادر کاکوروی اور میرا جی سے ہوتی ہوئی تاثیر، احسن لکھنوی اور مجید ملک کے تراجم تک پھیلی ہوئی ہے۔

قیوم نظر نے نظموں کے تراجم میں یہ دونوں طریقے اختیار کیے ہیں، لیکن آزاد ترجمے میں بھی وہ لفظی ترجمے کے قریب رہے ہیں، اُن کے تراجم یا تو لفظی ہیں یا پھر ایسے کہ جنھیں لفظی اور آزاد ترجمے کا ایک امتزاج قرار دیا جا سکتا ہے۔ انھوں نے اس بات کا خیال رکھا ہے کہ اُن کے ترجمے ادبیت سے عاری نہ ہوں۔ اس میں کیا شک ہے کہ اُس دور میں مغربی ادب کے اُردو تراجم مشرق و مغرب کے درمیان دریچہ کھولنے کے مترادف تھے۔ لیکن اس راہ کی ایک اہم رکاوٹ مترادفات یعنی مترادف الفاظ، مترادف استعارات، مترادف تشبیہات اور مترادف تراکیب کی تلاش تھا۔ قیوم نظر نے جہاں لفظی ترجمے کا طریقہ اختیار کیا ہے، وہاں اردو کے مترادف لفظوں اور لفظوں کی

مختلف صورتوں کا استعمال بھی نہایت ہنر مندی سے کیا ہے اور جہاں اُن کا رُخ لفظی سے آزاد ترجمے کی طرف ہوا ہے، وہاں اردو کی خوب صورت ترکیبوں، تشبیہوں اور استعاروں کو اِس سلیقے سے کام میں لائے ہیں کہ اُس سے خیال کی شدت اور دل کشی میں اضافہ ہو گیا ہے۔ زیرِ نظر مثال میں ترجمہ لفظی سے قریب ہے، لیکن اصل متن میں نئے رنگ بھرتا ہوا بھی محسوس ہوتا ہے، کیوں کہ اس کی سطح تخلیقی ہے۔ قیوم نظر نے ایسے تراجم میں مستعار استعارے یا تشبیہیں استعمال نہیں کیں، بلکہ اُنھیں اپنی تہذیب و ثقافت، اپنی زمین اور اپنی زبان سے اخذ کیا ہے۔ پہلے والٹ وٹمین کی ایک نظم اور پھر اُس کا ترجمہ (9) بطورِ مثال ملاحظہ ہو:

BEAUTIFUL WOMEN
Women sit or move to fro, some old
some young,
The young are beautiful but the old are more
beautiful than the young

خوب صورت عورتیں
عورتیں بیٹھی ہیں یا محوِ خرامِ ناز ہیں، کچھ ڈھلتا سایہ ہیں
تو کچھ اُٹھتی بہار
خوب صورت ہیں بہت اُٹھتی بہاریں، لیکن ان سے خوب تر ہے
ڈھلتے سایوں کا نکھار

مذکورہ بالا ترجمے میں نظم کا مرکزی خیال، مجموعی تاثر اور خیال کی شدت نہ صرف برقرار رہی ہے، بل کہ خوب صورت ترکیبوں اور استعاروں کے برمحل استعمال سے اُن کی تاثیر میں اضافہ ہوا ہے۔ اُن کی یہ فنی مہارت اُن کے تراجم میں بہت سے مقامات پر نظر آتی ہے، جس سے وہ ترجمے کے لیے نظم کے خیال اور ساخت کے مطابق اسلوب تشکیل دیتے ہیں اور بحر کا انتخاب کرتے ہیں۔ اس تشکیل میں عمدہ تراکیب، تشبیہات اور استعارات کے ساتھ ساتھ جہاں وہ ضروری سمجھتے ہیں، علامتوں، صنعتوں، محاوروں اور روزمرہ کا استعمال بھی کرتے ہیں۔ ف۔ س۔ اعجاز (10) کا موقف ہے:

"صرف متبادل الفاظ کے استعمال سے بات نہیں بنتی، ترجمے کے دوران میں اپنی زبان کے محاورات اور روزمرہ سے بھی فائدہ اٹھانا چاہیے، اس سے ترجمے میں چاشنی، نکھار اور سلجھاؤ پیدا ہوتا ہے۔"

ظاہر ہے کہ ایسا ترجمہ دونوں زبانوں پر مہارت کے بغیر ممکن نہیں۔ مترجم کا دونوں زبانوں پر عبور اس لیے ضروری ہے کہ وہ موزوں ترین الفاظ کو منتخب کر کے استعمال کر سکے اور فن پارے کی خوب صورتی مجروح نہ ہو۔ خان (11)

دونوں زبانوں کے ساتھ ساتھ متنوع اسالیب سے واقفیت کو بھی ضروری قرار دیتے ہیں، تاکہ مترجم ہر قسم کے اسلوب کے لیے کوئی متبادل اسلوب تلاش کر سکے۔

قیوم نظر نے اپنے ترجموں کو لفظی ترجمہ سے قریب کر کے اصل متن کے ساتھ ترجمے کا ربط قائم رکھا ہے۔اس طرح انھوں نے آزاد ترجمے کا وہ انداز اختیار نہیں کیا کہ کسی دوسری زبان کی تخلیق سے محض خیال لے کر اُس پر اپنے تخلیقی جذبے کی فراوانی سے ایسی عمارت تعمیر کر دی جائے،جو اصل تخلیق کار کی بہ جاے مترجم کی کاوش نظر آئے۔یہ بات اُن کے پیشِ نظر تھی کہ ترجمہ خواہ شاعری میں کیاجائے یا نثر میں،ترجمے اور اصل متن کا باہمی رشتہ بر قرار رہنا چاہیے۔اِس رشتے کو بر قرار رکھنے کے لیے قیوم نظر نے بعض مصرعوں میں نامانوس الفاظ اور ترکیبیں بھی استعمال کی ہیں، لیکن ترجمے کو اصل متن سے دور نہیں ہونے دیا۔عبدالواحد(12)اُن کی نامانوس ترکیبوں کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اِن غیر معمولی اور نامانوس ترکیبوں سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مترجم (قیوم نظر) کے ذہن پر اصل کلام کی روح کس حد تک حاوی ہو چکی ہے۔"

نظم کے اصل متن اور ترجمے میں اسی تعلق کو ملحوظ رکھتے ہوئے انھوں نے نظموں کو لفظی ترجمے سے دور نہیں ہونے دیا۔وہ جانتے ہیں کہ ترجمے میں الفاظ کا صحیح استعمال بہت ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ لفظ کے لغوی معنی اور مُرادی معنی، دونوں کو پیشِ نظر رکھا جائے، کیوں کہ اگر ترجمے کو اصل متن سے دور کر دیا جائے تو نظم کا مرکزی خیال ، مجموعی تاثر اور اظہار کی شدت قائم نہیں رہ سکتی، چناں چہ انھوں نے والٹ وٹمین کی نظموں کے تراجم کے لیے اسلوب اور ہیئت کا ایک ہی سانچہ استعمال نہیں کیا، بل کہ نظم کے خیال، تاثر اور مزاج کو دیکھتے ہوئے ان نظموں کے لیے مختلف سانچے بنائے اور جہاں لفظی ترجمے کے قریب رہنے کی ضرورت پیش آئی ہے، وہاں لفظی ترجمے کے قریب رہے ہیں۔مثال کے طور پر درج ذیل متن اور ترجمہ(13) دیکھیے:

THE BRAVEST SOLDIERS
Brave brave were the soldiers (high named today)
who lived through the fight,
But the bravest press'd to the front and
fell, unnamed, unknown.

بہادر ترین سپاہی
بہادر، بڑے ہی بہادر وہ تھے (جن کا نام آج معروف ہے)
جو پلٹ آئے تھے جنگ سے جیتے جی

مگر سب سے بڑھ کر بہادر، صفیں چیرتے، چڑھ گئے
غیر معروف، گم نام بھی۔

قیوم نظر کے تراجم کا ایک اہم وصف اُن کی سادگی اور سلاست ہے۔ انھوں نے عام طور پر ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں، جو عام فہم ہیں۔ یہاں تک کہ (سوائے بعض مصرعوں کے) وہ ترکیبیں، استعارے اور تشبیہیں استعمال کرتے ہوئے بھی یہ بات مدِّنظر رکھتے ہیں کہ وہ نہ صرف آسانی سے سمجھ میں آسکیں، بل کہ کلام کی دل کشی کا باعث بھی بنیں۔ چشتی(14) کا مؤقف ہے :

"کسی فن پارے کے اصل مفہوم کو قابلِ فہم بناکر قارئین کے سامنے پیش کرنا ہی ترسیل (Communication) کی منزل ہے۔"

قیوم نظر کے تراجم کی ایک اور اہم خوبی اُن کا صوتی بہاؤ یا روانی ہے۔ "گھاس کی پتیاں" میں شامل والٹ وٹمین کی نظموں میں آہنگ تو ہے، لیکن غیر عروضی ہے، لیکن قیوم نظر نے ان نظموں کے تراجم اردو کی مروجہ بحروں میں کیے ہیں اور ان میں بعض تراجم ایسی بحروں میں ہیں جن کی روانی قابلِ دید ہے۔ مثال کے طور والٹ وٹمین کی نظم "Now Finale to the Shore" کا ایک بند اور پھر اس کا ترجمہ(15) ملاحظہ ہو:

NOW FINALE TO THE SHORE!
Now, Land and Life, finale and forewell!
Now Voyager depart! (much, much for thee is yet in store)
Often enough hast thou adventure'd o'er the seas
Cautiously Cruising, Studying the Charts,
Duly again to part and hawser's tie, returning
But now obey, thy cherish'd, secret wish
Embrace thy friends - leave all in order,
To part, and hawser's tie, no more returning
Depart upon thy endless cruise, Old Sailor!

اے کنارے الوداع!
اے زمیں اور زندگی اب الوداع،
اب مسافر ان سے رخصت(اور بھی سامان ہیں تیرے لیے)
تُو بہت عرصہ سمندر پر مہموں میں رہا،
چوکسی سے گھومتا، نقشوں کو ہر دم دیکھتا،
اپنی بندر گاہ پر آکر ٹھہرتا اور رسّے باندھتا

اب مگر اپنی ہی پروردہ، چھپی خواہش کا کہنامان لے،
دوستوں سے ہم بغل ہو، چھوڑ سب کچھ جوں کا توں
آکے بندرگاہ پر گرہیں لگانے سے گزر
اپنے بے پایاں سفر پر بوڑھے مانجھی اب نکل

ترجمے کی یہ روانی اُن کی تمام نظموں میں یکساں نہیں، جس طرح ہر نظم کے ترجمے کے لیے اُن کا اسلوب مختلف ہے، اُسی طرح بحر بھی الگ ہے، کوئی زیادہ اور کوئی کم رواں۔ کہیں ارکانِ بحر سے توجہ ہٹانے کے لیے کوئی رکن حذف کیا گیا ہے، تو کہیں موزوں لفظ کے استعمال یا مفہوم کی ترسیل کے لیے۔ مندرجہ بالا نظم کا ایک اور وصف یہ ہے کہ اسے پڑھتے ہوئے قاری خود کو مغرب اور مشرق کے درمیان کسی پُل پر کھڑا ہوا محسوس کرتا ہے۔ سمندر، مہم، ساحل، بندرگاہ، والٹ وٹمین کے خاص الفاظ ہیں، لیکن اِن لفظوں کو جس طرح ترجمے میں پیش کیا گیا ہے، اُس سے یہ لفظ ہمیں اپنے خطے کے محسوس ہوتے ہیں اور پھر "بوڑھے مانجھی" کی ترکیبِ توصیفی نے اِسے مقامی بنادیا ہے۔

قیوم نظر کے منظوم تراجم کے حوالے سے عبدالواحد(16) رقم طراز ہیں:

> "مترجم نے رسمی نظم کی طرح انتخاب کردہ بحروں کی ہمیشہ سختی سے پیروی نہیں کی۔ بعض مقامات پر ترجمہ بحر سے گر گیا ہے، جو بالقصد معلوم ہوتا ہے۔ مترجم انگریزی شاعری کی روح اردو میں منتقل کرنا چاہتا ہے اور خود انگریزی کی عروضی شاعری میں عروض سے بے تکلفی برتنا شاعروں کا شیوہ ہے۔"

قیوم نظر نے اِن تراجم میں مختلف شعری ہیئتیں استعمال کی ہیں، اگرچہ ان کے بیش تر تراجم آزاد نظم کی شکل میں ہیں، لیکن بعض دوسری ہیئتوں میں بھی ہیں۔ مثال کے طور پر اُن کی تین نظمیں "میں ہوں شاعر جسم کا"،(17) "کیمپوں میں آج"(18) اور جھٹپٹا(19) نظم معرا کی ہیئت میں ہیں۔ اول الذکر نظم کے بعض مصرعوں میں تو قافیہ ردیف کا التزام بھی کیا گیا ہے، چناں چہ مصرعوں میں صوتی تکرار سے ان میں غنائیت پیدا ہوئی ہے، جب کہ "اب کھیت سے جلد آؤ ابا(20) مثنوی کی ہیئت میں ترجمہ کی گئی ہے۔ "اُلٹ پھیر"(21) کا ترجمہ چھ مصرعوں پر مشتمل ہے اور قوی ترسبق(22) کا چار مصرعوں پر۔ ان تراجم کے تمام مصرعے ہم وزن ہونے کے ساتھ ساتھ ہم قافیہ اور ہم ردیف بھی ہیں، جیسے کوئی غزل صرف مطلعوں پر مشتمل ہو، لیکن مفہوم کے اعتبار سے اُس کے تمام مصرعے باہم مربوط ہیں۔ گویا ان منظوم تراجم میں انھوں نے آزاد نظم کی ہیئت کے ساتھ ساتھ پابند نظم کی مروجہ ہیئتوں پر ہی اکتفا نہیں

کیا، بعض نئی ہیئتیں بھی وضع کی ہیں۔ ہیئتوں کا یہ تنوّع قیوم نظر کی نظموں میں بھی دکھائی دیتا ہے۔ ان کے دو شعری مجموعے خصوصاً "قندیل" اور "سویدا" اس حقیقت پر دال ہیں۔

یہ درست ہے کہ شاعری کے منظوم ترجمے میں مشکلات زیادہ ہیں، اس میں شعری زبان کے مزاج کے ساتھ ساتھ آہنگ کا مسئلہ بھی ہوتا ہے۔ اس لیے شاعری کے مترجم سے یہ توقع کرنا عبث ہے کہ اُس کا ہر ترجمہ شاہ کار ہونا چاہیے۔ قیوم نظر کے تراجم اس لحاظ سے اہم ہیں کہ ان میں ترجمہ کے بیشتر اصولوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے، جنھیں حسین (23) یوں بیان کرتے ہیں:

(i) ترجمہ صحیح ہونا چاہیے،

(ii) حتی الامکان عام فہم ہونا چاہیے

(iii) سبک اور خوب صورت ہونا چاہیے

تیسرا اصول اس قدر کڑا ہے کہ اس پر بڑے بڑے مترجم پورے اُترتے ہوئے نظر نہیں آتے۔ عسکری (24) اس سوال کے جواب میں مایوسی کا اظہار کرتے ہیں کہ ترجموں سے ہمارے تخلیقی ادب پر کیا اثر پڑتا ہے۔ اس کے باوجود مغربی ادب کے تراجم کی اہمیت کو اس لیے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اردو جاننے والوں کو کسی غیر زبان کے اعلیٰ ادب یا شاعری سے متعارف کرانا بجائے خود ایک خوش آئند عمل ہے۔ پھر ان سے جو نئے موضوعات اور اسالیب اردو ادب میں آئے، اُن سے ہماری کئی اصناف بالخصوص جدید نظم متاثر ہوئی۔ رئیس (25) کا یہ موقف درست معلوم ہوتا ہے کہ اکثر دوسری زبانوں کے شاہ کاروں کے تراجم ہی ادیبوں کے نئے ادبی میلانوں اور فنی معیاروں کا احساس دلا کر نئے تجربات پر اکساتے اور نئے ادبی رجحانات کا محرک ثابت ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے قیوم نظر کے یہ منظوم تراجم یقیناً اہمیت کے حامل ہیں، کیوں کہ یہ ہمیں نہ صرف مغربی شاعری کے نئے رجحانات و میلانات سے روشناس کراتے ہیں، بل کہ لفظی اور آزاد تخلیقی ترجمے میں انسلاک اور توازن بھی قائم کرتے ہیں۔ جو تنوّع والٹ وٹمین کے موضوعات اور لہجے میں ہے، یعنی کہیں یکسانیت نہیں، وہی تنوع ہمیں قیوم نظر کے تراجم اور اسلوب میں نظر آتا ہے۔ ان تراجم میں نظموں کے مضامین کی نوعیت اور مختلف کرداروں کی ذہنی سطح کے مطابق لفظوں اور اسالیب کا انتخاب ترجمہ نگاری کے دریچے سے روشنی کی ایسی کرنیں منعکس کرتا ہے، جو نئی ادبی جہات کی راہیں استوار کرنے اور انھیں منور کرنے کے لیے ناگزیر ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔پاؤنڈ،ایذرا،(1985ء)،"گر ترجمے سے فائدہ اخفائے حال ہے"عسکری، محمد حسن، مشمولہ: ترجمہ۔روایت اور فن ،مرتبہ: نثار احمد قریشی،اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان،ص۱۴۱

۲۔ طفیل،امجد(1987ء)"قیوم نظر سے ایک ملاقات"مشمولہ:ماہ نامہ،سیارہ،ص۱۳۲

۳۔ سید، مظفر علی،((1986ء)،"فنِ ترجمہ کے اصولی مباحث"مشمولہ: روداد سیمینار'اردو زبان میں ترجمہ کے مسائل،راہی،اعجاز،اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ص۱۴

۴۔ انصاری، ظ،(2004ء)"ترجمے کے بنیادی مسائل"مشمولہ:ترجمہ کا فن اور روایت،مرتبہ: قمر رئیس، علی گڑھ، ایجوکیشنل بُک ہاؤس، ص۳۸

5۔ حسن، محمد،(2004ء)،ترجمہ: نوعیت اور مقصد، مشمولہ:ترجمہ کا فن اور روایت،مرتبہ: قمر رئیس، علی گڑھ، ایجوکیشنل بُک ہاؤس، ص۱۶

6۔کامران، جیلانی،(1986ء)"شعری ادب کے تراجم کے مسائل اور مشکلات"، مشمولہ:روداد سیمینار'اردو زبان میں ترجمہ کے مسائل،راہی، اعجاز، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ص۲۷

7۔ حقی، شان الحق، "ادبی تراجم کے مسائل"، مشمولہ:روداد سیمینار'اردو زبان میں ترجمہ کے مسائل، راہی، اعجاز، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ص220

8۔ساوری، تھیوڈر / جمیل، آصفہ (2004ء)، آزاد اور لفظی ترجمہ، مشمولہ:ترجمہ کا فن اور روایت، مرتبہ: قمر رئیس، علی گڑھ، ایجوکیشنل بُک ہاؤس، ص169

9۔وٹمین، والٹ / نظر، قیوم(1963ء)،گھاس کی پتیاں،لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص62،63

10۔اعجاز، ف س،(2004ء)، "شاعری کا ترجمہ۔چند عملی مسائل"، مشمولہ:ترجمہ کا فن اور روایت، مرتبہ: قمر رئیس، علی گڑھ، ایجوکیشنل بُک ہاؤس، ص165

11۔خان، سہیل احمد،(2004ء)، "مضمون"، مشمولہ:ترجمہ کا فن اور روایت، مرتبہ: قمر رئیس، علی گڑھ، ایجوکیشنل بُک ہاؤس، ص125

12۔عبدالواحد،(1963ء)حرفِ آغاز، مشمولہ:گھاس کی پتیاں،لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص۸

13۔وٹمین، والٹ / نظر، قیوم(1963ء)،گھاس کی پتیاں،لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص86،87

14۔ چشتی، عنوان، (2004ء)، "منظوم ترجمے کا عمل" مشمولہ: ترجمہ کا فن اور روایت، مرتبہ: قمر رئیس، علی گڑھ، ایجوکیشنل بُک ہاؤس، ص ۱۴۱

15۔ وٹمین، والٹ / نظر، قیوم (1963ء)، گھاس کی پتیاں، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص 127

16۔ عبدالواحد، (1963ء) حرفِ آغاز، مشمولہ: گھاس کی پتیاں، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص ۹

17۔ وٹمین، والٹ / نظر، قیوم (1963ء)، گھاس کی پتیاں، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص 31

18۔ ایضاً، ص 76

19۔ ایضاً، ص 137

20۔ ایضاً، ص 79

21۔ ایضاً، ص 153

22۔ ایضاً، ص 81

23۔ حسین، باقر، (2004ء)، مشمولہ: ترجمہ کا فن اور روایت، مرتبہ: قمر رئیس، علی گڑھ، ایجوکیشنل بُک ہاؤس، ص 57، 58

24۔ عسکری، حسن، (1971ء)، ستارہ یا بادبان، کراچی، مکتبہ سات رنگ، ص 171، 172

25۔ رئیس، قمر، (2004ء)، مرتب، ترجمہ کا فن اور روایت، علی گڑھ، ایجوکیشنل بُک ہاؤس، ص 15

References:

1-Pound, Ezra (1985), “Gar Tarjumey se Faida Akhfaye Haal hai” Askari, Muhammad Hassan, Mushmolah: *Tarjumah Rawayat or Fun,* Murattabah: Nisar Ahmad Qureshi, Islamabad, Muqtadrah Qoumi Zuban, P 141

2- Tufail, Amjad (1987), “Qayyum Nazar se aik Mulaqat” Mushmolah: Mahnamah, *Saiyarah,* P 132

3- Syyed, Muzaffar Ali, (1986), “Fann-e-Tarjuma ky Asooli Mubahis” Mushmolah: Roodad Seminar’ Urdu Zuban mein Tarjuma ky Masail, Raahi, Ijaz, Islamabad, Muqtadrah Qoumi zuban, P 14

4-Ansari, Z (2004) “Tarjumy k Bunyadi Masail” Mushmolah: *Tarjumah ka fun or Rawayat,* Murattabah: Qamar Raees, Ali Garh, Educational Book House, P 38

5- Hassan, Muhammad, (2004), Tarjuma: Noiyat or Maqsad, Mushmolah: *Tarjuma ka Fun or Rawayat,* Murattabah: Qamar Raees, Ali Garh, Educational Book House, P 16
6- Kamran, Jilani, (1986) "Sheri Adab ky Tarajim ky masail or Mushkilat", Mushmolah: Rodad Seminar, Urdu Zuban mein Tarjuma ky masail, Raahi, Ijaz, Islamabad, Muqtadrah Qoumi Zuban, P 27
7- Haqqi, Shan-ul-Haq "Adbi Tarajim ky masail", Mushmolah: Rodad Seminar, Urdu Zuban mein Tarjuma ky masail, Raahi, Ijaz, Islamabad, Muqtadrah Qoumi Zuban, P 220
8- Sawari, Theoder/Jameel, Asfa (2004), Azaad or lafzi Tarjuma, Mushmolah: *Tarjumah ka fun or Rawayat,* Murattabah: Qamar Raees, Ali Garh, Educational Book House, P 169
9- Whitman, Walt/ Nazr, Qayyum (1963), *Ghass ki Pattiyan*, Lahore, Sheikh Ghulam Ali and Sons, P 62, 63
10- Ijaz, F S, (2004), Shairi ka Tarjuma, Chnd Amli Masail", Mushmolah: *Tarjumah ka fun or Rawayat,* Murattabah: Qamar Raees, Ali Garh, Educational Book House, P 165
11- Khan, Sohail Ahmad, (2004), "Mazmoon", Mushmolah: *Tarjumah ka fun or Rawayat,* Murattabah: Qamar Raees, Ali Garh, Educational Book House, P 125
12- Abdul Wahid, (1963) Harf-e-Aghaz, Mushmolah: *Ghass ki Pattiyan,* Lahore, Sheikh Ghulam Ali and Sons, P 8
13- Whitman, Walt/ Nazr, Qayyum (1963), *Ghass ki Pattiyan*, Lahore, Sheikh Ghulam Ali and Sons, P 86, 87
14- Chishti, Unwan, (2004), " Manzoom Tarjumy ka Amal" Mushmolah: *Tarjumah ka fun or Rawayat,* Murattabah: Qamar Raees, Ali Garh, Educational Book House, P 141
15- Whitman, Walt/ Nazr, Qayyum (1963), *Ghass ki Pattiyan*, Lahore, Sheikh Ghulam Ali and Sons, P 127
16- Abdul Wahid, (1963) Harf-e-Aghaz, Mushmolah: *Ghass ki Pattiyan,* Lahore, Sheikh Ghulam Ali and Sons, P 9
17- Whitman, Walt/ Nazr, Qayyum (1963), *Ghass ki Pattiyan*, Lahore, Sheikh Ghulam Ali and Sons, P 13
18- Ibid, P 76
19- Ibid, P 137
20- Ibid, P 79

21- Ibid, P 153
22- Ibid, P 81
23- Hussain, Baqir, (2004), Mushmolah: *Tarjumah ka fun or Rawayat*, Murattabah: Qamar Raees, Ali Garh, Educational Book House, P 57, 58
24- Askari, Hassan, (1971), *Satadah ya Badban*, Karachi, Maktabah Saat Rang, P 171, 172
25- Raees Qamar, (2004), Murattab, *Tarjumah ka fun or Rawayat*, Ali Garh, Educational Book House, P 15